سوال

(17) میلادالنبی کے سلسلے میں ایک علمی اور تحقیقی بحث

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج کل جا بجا ذکرولادت نبوی، کے سلسلے میں مجالس منعقد ہورہی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہی ں کہ ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے لیکن جس طریقہ سے یہ مجلس منعقد ہوتی ہیں اور جو حالات و واقعات ان میں بیان کیئے جاتے ہیں معلوم نہیں جناب اس کے متعلق کیا فرمائیں گے لیکن ہم انگریزی خوانوں کی جماعت اس قسم کی داستانوں کو کسی طرح نہیں قبول کر سکتی اور نہ کوئی صاحب عقل سلیم ان کو صحیح تسلی کر سکتا ہے آپ ہمیشہ انگریزی خوانوں کوالحادو تفریح اور مذہبی غفلت کا الزام دیا کرتے ہیں اگرچہ جس موثرانداز اور صلحانہ طریق پر آپ سمجھایا کرتے ہیں اس سے ہم کو ذرا بھر ملال نہیں ہوتا بلکہ آپ کے ارشادات کواپنےلئے موجب سعادت سمجھا کرتے ہیں لیکن خدا کےلئے اس بارے میں تو ہماری تشفی فرمایئے کہ آیا یہ واقعات صحیح ہیں اور مستند کتابوں میں ان کا ثبوت ملتا ہے اوران میں شک کرنا نیچریت اور لامذہبیت تو نہیں مثلا یہ کہ (۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے دن آتش کدہ ایران ٹھنڈا ہوگیا قصر نوشیرواں کے کنگرے گرگئے خانہ کعبہ کے بت اوندھے ہوگئے (۲) جب حضرت کی ولادت کا وقت قریب آیا تو ایک مرغ سفید نمودار ہوا اور حضرت آمنہ کے پاس آیا نیز اس شب کو تمام جانوروں اور پرندوں نے گفتگو کی (۳) حضرت مریم اور حضرت آسیہ کا ولادت سے پہلے حضرت آمنہ کے پاس آنا اور بشارت دینا (۴) ولادت کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دیر کےلیے غائب ہوگئے اور پھر کسی نے بہشتی کپڑوں میں لاکر رکھ دیا (۵) آپ کی ولادت کے دن سورج کی روشنی بہت تیز ہوگی اور کئی قسم کی روشنیاں فضائے آسمان میں نمودار ہوگئیں اور مختلف آوازیں سنائی دیں اور اس پر بھی اگر آپ روشنی ڈالیں کہ ان مجالس کی تاریخی حثیت کیا ہے اور علماء سلف کی اس کے متعلق کیا رائے ہے تو بڑی عنایت ہوگی۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

آپ کا جوش ایمانی اور جذبہ تلاش حقیقت اور فکر اصلاح میرے نزدیک نہایت قابل قدر ہے آپ اس کو نیچریت اور لامذہبیت سے تعبیر کریں یا اسلام کی سادہ اور صحیح تعلی کی تلاش جنجو کی مبارک سعی سے تعمیر کریں میرے نزدیک بلاشبہ آپ کی یہ مساعی مستحق تحسین اور لائق تشکر ہیں اس میں شک نہیں کہ آپ نے ایک نہایت اہم اور ضروری بحث چھیڑدی ہے ان تمام ضعاف اور موضوع روایات کی تحقیق وتدقیق اور علماء سلف کے اقوال کےلئے تو ایک بسیط کتاب کی ضرورت ہے اوراس کی گنجائش جہاں کم ہے لیکن تاہم کوشش کروں گا ضروری معلومات پیش کروں گا۔ (وھوالی التوفیق)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی آپ کے اخلاق حسنہ کا ذکر اوراس کی طرف لوگوں کو دعوت دینا یقیناً ایسا فعل ہے کہ اس سے بڑھ کر مسلمانوں کےلیے سعادت دارین کا اور کوئی ذریعہ نہیں ہوسکتا لیکن افسوس ہماری قومی بدبختی یہی نہیں ہے کہ دینی اشغال بظاہر قائم نہیں رہے اور مذہبی اعمال کا خاتمہ ہوگیا ہے بلکہ ہمارے تنزل اور ادبار کے معنی ہیں کہ

حقیقت غائب ہوگئی ہے اور روح اسلام مفقود ہوگئی ہے مجھے یہ شکوہ نہیں کہ مسجدیں اجڑ گئی ہیں کیونکہ کتنے جھاڑ و اور فانوس ہیں جن سے مسجدیں بقعہ نور بنائی جاتی ہیں لیکن رونا یہ ہے کہ نماز کی حقیقت اور عبادت کی روح مفقود ہوگئی ہے افسوس حقیقت تو مفقود ہے اور محض رسمی تفریب کے مناظر ہر جگہ آپ کو نظر آئیں گے امراء نے اس کو اپنی نمائش اور ریاء دولت کا ایک ذریعہ بنالیا ہے اور مسجد کے اماموں واعظوں اور قصہ خوانوں نے اپنی معاش کا ایک وسیلہ بنالیا ہے ۔ اور عوام اپنی بے بضاعتی اور جہالت کی وجہ سے ان کے دام میں بتلا ہوگئے (انا للہ وانا الیہ راجعون)

ضعیف روایات اوراصول نقد وحرج

جن روایات یا حکایات کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ نے استسفار کیا ہے اس کے متعلق تو بعد میں عرض کروں گا ۔ لیکن ان روایات کے قبول و عدم قبول کے متعلق جن خیالات کا آپ نے ضمناً اظہار کیا ہے اس کو پہلے لیتا ہوں اور افسوس کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ مجھے اس سے قطعاً اتفاق نہیں میں اس کو ایک خطرناک اصولی غلطی سمجھتا ہوں جس میں آج کل کے مدعیان تحقیق اور رہروان جادہ تطبیق عقل و نقل میں بتلاء ہیں آپ فرماتے ہیں کہ ہم انگریزی خوانوں کی جماعت اس کو کسی طرح نہیں قبول کر سکتی اور نہ کوئی صاحب عقل سلیم ان روایات کو قبول کرسکتا ہے مجھے اجازت دیجیئے کہ جواباً گزارش کروں کہ روایات تو یقیناً صحیح نہیں ہیں لیکن یہ اصول بھی کب صحیح ہے کہ جو بات آپ کی عقل میں نہ آئے وہ لکیر غلط اور باطل ہے آپ کو بے شک یہ حق حاصل ہے اور آپ پوچھ سکتے ہیں کہ یہ روایات اصول نقد و جرح کے ماتحت کہاں تک صحیح اور قابل قبول ہیں اور میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ صرف اتنا پوچھ لینا ہی آپ کے حصول مقصد کے لیے کافی ہے لیکن یہ کہاں کا اصول تحقیق اور معیار حق و باطل ہے کہ کسی واقعہ کی صحت کے لیے پہلی شرط آپ کی عقل کی تصدیق ہے میں اس لیے آپ سے مکرر عرض کررہا ہوں کہ آج کل بے تکلف اسی قسم کے جملے مدعیان تطبین عقل و نقل کہہ دیا کرتے ہیں مگر وہ یہ نہیں سمجھتے کہ کس قدر خطرناک راستہ کی طرف وہ اقدام کرتے ہیں آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہی وہ سرحد ہے جہاں سے جاعت اہل حدیث کو آج کل کے مصلحین اور مدعیان تطبیق عقل و نقل سے الگ ہو جانا پڑتا ہے ان لوگوں کا تو یہ حال ہے کہ جس حدیث اور روایت کو اپنے خود ساختہ معیار عقلی سے ذرا بھی الگ پاتے ہیں معاً اس سے انکار کردینے کے لیے بے چین ہو جاتے ہیں اور پھر اس انکار محض کو تطبیق معقول و منقول کے مرعوب کن الفاظ سے تعمیر کرتے ہیں (فیا اسفا علی ما فطنا فی جنب اللہ)

قصص واحکایات کتب میلاد

آپ نے روایات کے متعلق استسفار کیا ہے ان میں سے ایک بھی واقعہ ایسا نہیں جو اصل حدیث یا فن روایت کی بنا پر صحیح تسلیم کیا جاسکے یا جس کو کتب معتبرہ محدثین میں روایت کیا گیا ہو صحاح ستہ ان قصص و حکایات سے بالکل خالی ہے عام مسانید اور مصنفات مشہورہ میں بھی کوئی قابل استدلال روایت نہیں حافظ سیوطی نے جمع الجوامع میں جمع آحادیث کا پورا پورا التزام کیا ہے لیکن ان روایات میں اس کا کہیں پتہ نہیں چلتا کنز العمال میں آپ کی ولادت کے متعلق ایک مستقل باب موجود ہے مگر وہ نہایت مختصر ہے اور ان روایات کا کہیں ذکر نہیں کنز اللعمال کے باب الفضائل من قسم الافعال میں دلائل و اعلام نبوت کے عنوان کے تحت دو تین طویل رواتیں ابن عساکر وغیرہ سے لے کر درج کی گئی ہیں جو یکسر ضعیف و موضوع ہیں اور مجہول راویوں سے مروی ہیں تاہم ان میں بھی ان واقعات ولادت کا کہیں پتہ نہیں پس دراصل ان قصص کا سرچشمہ وہ تین طویل حدیتیں ہیں جن کو حافظ ابو نعیم اصفہانی نے دلاہل میں عمرو بن قیتبتہ ابن عباس اور خود حضرت عباس کی نسبت سے روایت کیا ہے اور یہی وہ روایات ہیں جن کے آگے چل کر قصہ خوانوں اور مجلس آرا داعظوں نے اپنی گرمی مجلس کے لیے استقبال کیا اور پھر آہستہ آہستہ تمام قصص و حکایات و کتب سیر متاخرین میں داخل ہوگئیں شیخ جلال الدین سیوطی نے خصائص کبری کی پہلی روایت میں ان تینوں روایات کا ذکر کیا ہے ہر روایت ایک پورے صفحے کی ہے اور ہ انہیں نقل نہیں کرسکتے لیکن ان کے ابتدائی جملے نقد و جرح کے سلسلہ میں آجائیں گے بہر حال یہ تینوں رواتیں قطعاً بے اصل ہیں بوجوہ ذیل ۔

(ا) حافظ ابو نعیم اصحفہانی پانچویں صدی کے بزرگ ہیں ان کی منزلت اور جلالت مرتبت سے انکار نہیں لیکن اس کو کیا کیجئے کہ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کی نسبت مسلم ہے کہ فضائل و معجزات میں رطب یابس اور ضعیف و موضوع ہر طرح کی حدیثیں درج کردیا کرتے ہیں اور ایس لیے امام ابن تمیہ کو قاعدہ جلیلہ میں ان کی تصنیفات کے متعلق لکھنا پڑا (وفیھا احادیث کثیرۃ قویہ صحیحۃ وحسنۃ وموضوعۃ وکذالک ما یرویہ فی فضائل الخلفاء فی کتاب مفرد اول حلیۃ للاولیاء)

ترجمہ: اس میں بہت سی حدیثیں ہیں جو قوی و صحیح اور حسن ہیں اور بہت سی موضوع ہیں یہی حال ان احادیث کا ہے جو ابو نعیم نے خلفاء کے فضائل میں بصورت ایک کتاب مستقل کے روایت کی ہیں حلیہ لااولیاء کے ابتداء ہیں۔ حافظ ابو نعیم کے اس تساہل موضوعات پر سکوت اور جمع روایات میں عام بے احتیاطی کی شکایت صرف علامہ موصوف ہی کو نہیں بلکہ اسی قسم کی رائے حافظ ذہبی نے میزان میں ظاہر کی ہے حافظ ابو نعیم اور ان کے معاصر ابن مندہ کے باہمی طعن وقدح کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(لا اقبل قول کل منهافی الاخر وهما عندی مقبولان لا اعلمه ذنبا اكبر من روايتهما الموضوعات ساكتين عليها)

ترجمہ: میں ان دونوں میں سے کسی کے طعن کو دوسرے کے حق میں قبول نہیں کرتا میرے نزدیک دونوں مقبول ہیں مجھے توان دونوں کا گناہ اس سے بڑھ کر اور کچھ نہیں معلوم کہ وہ موضوع روایات نقل کرتے ہیں اس کے متعلق خاموشی اختیار کرلیتے ہیں۔

۲۔ اب ان روایت پر نظر ڈالے ان میں سب سے پہلی روایت عمرو بن قیتبہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا اور وہ بہت بڑے عالم تھے ان کے والد بڑے عالم سہی لیکن یہ نہیں معلوم کہ انہوں نے یہ واقعات کیونکہ معلوم کئے اور کس کے واسطے سے یہ نقل کردیئے ہیں کیونکہ یہ خود تو تبع تابعین کے ملنے والوں میں سے ہیں اور با صلاح حافظ ابن حجر دسویں طبقہ کے راویوں میں سے ہیں نہ صرف یہ بلکہ ذکر ولادت کی اکثر روائتیں منقطع ہیں یعنی واقعہ تک راوی کا سلسلہ نہیں پہنچتا لیکن یہ روایت منقطع روایات میں بھی بدترین منقطع ہے دوسری روایت کے راوی اول حضرت ابن عباس ہیں لیکن اس کے بعد اس روایت میں سلسلہ روات کا کچھ پتہ نہیں کہ کون کون ہیں جن کے واسطے سے ابن عباس سے روایت کی گئی ہے تیسری روایت میں خود تصریح کردی ہے واخرج ابو نعیم بسند ضعیف لیکن ضعیف روایت پر ہی قناعت نہیں کی جاسکتی کیونکہ یہ روایت سرے سے موضوع ہے خود حضرت ابن عباس ہیں اور شروع حدیث میں بطور جملہ معترضہ فرماتے ہیں

لما ولد اخی عبد الله وهو اصغرنا۔

میرا بھائی عبداللہ پیدا ہوا اور وہ تمام بھائیوں میں سب سے چھوٹا تھا یہی جملہ اس روایت کے کذب و موضوع ہونے پر اندرونی شہادت ہے کیونکہ یہ مسلمات میں سے ہے کہ حضرت عبداللہ والد بزرگوار نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عباس بڑے تھے نہ کہ چھوٹے: حضرت ابن عبدالبر استیعاب میں فرماتے ہیں (وكان العباس اسن من رسول الله صلى الله عليه وسلم بسنتين وقيل بثلاث سنتين) (ج ۲ ص ۴۹۷)

جب خود حضرت عباس کی عمر آنحضرت سے صرف دو تین برس زیادہ تھی تو آپ کے والد عبداللہ سے کیونکہ بڑے ہوسکتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ جس احمق نے یہ روایت گھڑ کر حضرت عباس کی طرف منسوب کی ہے وہ اتنا بھی نہیں جانتا تھا کہ عباس بڑے ہیں یا عبداللہ اور یا جانتا ہوگا لیکن روایت کو معتبر بنانے کے لیے قصداً یہ ٹکڑا داخل کردیا کہ معلوم ہو کہ حضرت عباس کے سامنے یہ واقعہ ولادت پش آیا اور اس وقت وہ اچھے خاصے جوان تھے (۳) لیکن ان سب سے بڑھ کر ایک قطعی شہادات جو ان روایات کے موضوع ہونے کا آخری فیصلہ کردیتی ہے یہ ہے کہ خود حافظ سیوطی خصائص کبری میں تینوں روایات نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ (هذا الاثر والاثران قبله فيها نكارة شديدة ولم اوردنی کتابی هذا اشد نكارة منها ولم تكن نفسي تطيب بايرادها لكنى تبعت الحافظ ابا نعيم في ذالك رجلد)

ترجمہ: یہ روایت اور اس سے قبل کی جو دو روائتیں ہیں ان میں سخت انکار قباحت ہے اور اس سے زیادہ منکر روائتیں میں نے اپنی کتاب میں نقل نہیں کیں اور میرا دل ان کے نقل کرنے میں خوش تو نہ تھا لیکن میں نے محض حافظ ابو نعیم کی متابعت کرتے ہوئے ایسا کردیا ہے حافظ سیوطی ہر طرح کی رطب اور یابس اور ضعیف اور موضوع روایات کے جمع کرنے میں مشہور ہیں لیکن ان روایات کی لغویت کا یہ حال ہے کہ وہ بھی بین سہ تساہل چپ نہ رہ سکے اور بے اختیار ہو کر انکار شدید ظاہر کیا اور روایات کے درج کرنے کی معذرت کی لیکن حافظ سیوطی کا یہ اقرار دلچسپ ضرور ہے کہ میں ہر طرح کی داہی اور منکر روائتیں لوگوں کے ابتاع کے خیال سے درج کردیتا ہوں جو لوگ مناقب و فضائل کے بیان کرنے میں اس قسم کے مصنفین پر اعتماد کرلیا کرتے ہیں ان کے لیے حافظ سیوطی کی اس عبارت یں بہت بڑا درس عبرت موجود ہے کاش کے وہ اس سے سبق حاصل کرسکیں چوتھی روایت:

ان روایات کی بحث میں اکثر سوالات کا جواب آگیا ہے لیکن ابھی ایک اور روایت باقی ہے اس سے چوتھی روایت میں آتشکدہ ایران کے بجھ جانے قصر نوشیرواں کے کنگوروں کے گرنے اور کاہنوں کے پراسرار عجائب واظہارات کا ذکر ہے یہ روایت پورے دو صفحہ کی ہے سیوطی نے خصائص یں اور حافظ ابو نعیم نے دلائل میں اس کو درج کیا ہے جس کا خلاصہ

یہ ہے کہ آنخصرت کی ولادت کی رات کسریٰ کے ایوان میں زلزلہ محسوس ہوااوراس کے چودہ کنگورے گرگئے ایران کی وہ آگ جوہزارسال سے نہیں بجھی تھی اوراس روز بجھ گئی بحیرہ سادہ خشک ہوگیا نوشیرواں نے وزراء اور مصاحبوں سے وجہ دریافت کی توانھوں نے کہاکہ ہم نے بھی خواب میں دیکھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ عرب میں کوئی انقلاب ہوگا وغیرہ وغیرہ لیکن یہ روایت بھی قطعاً ناقابل اعتبار ہے اس کو روایت کرنے کے بعد حافظ سیوطی لکھتے ہیں (قال ابن عساکر حدیث غریب لانعرفہ الامن حدیث ابن مخزوم عن ابیہ تفرد بہ ابوایوب) (الجلی جلد ا ص ۵۱)

ترجمہ: ابن عساکرنے اس کی نسبت کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے جس کو سوائے ابن مخزوم کے اور کسی نے روایت نہیں کیا ہے غرض اس قسم کی جس قدرروایات ہیں وہ موضع منکر منقطع اور غریب ہیں اوریہی روایات بلغیر قلیل وبحذن واضافہ فصائل اور مناقب کی کتابوں میں ملتی ہیں جن کی بنیادانہی روایات پرہے افسوس کہ حافظ ابو نعیم اور سیوطی اوران جیسے دوسرے بزرگوں کی بے اعتنائی تساہل بے احتیاطی اور جمع روایات کی خواہش نے آج اسلام کو شرمندہ نحیاراورہدف طعنہ مخالفین بنادیااور خود مسلمانوں کی نوتعلیم یافتہ جاعت کے دلوں میں شکوک وشبہات پیداکرنے کا سامان مہیاکردیا فقط

اخبارالاعتصام جلد نمبر۱۶

مطابق ۲۱، اگست ۱۹۶۲ء : نمبر۳ بحوالہ اخبار توحید امرتسر ۳۶/۳۵

ھذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاوی علمائے حدیث

جلد09 ص66-73

محدث فتویٰ